



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تینتالیسواں اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 22/اگست 2017ء بروز منگل بمطابق 29/ذیقعد 1438 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
04	چیرپر سنز کے پینل کا اعلان۔	2
04	وقفہ سوالات۔	3
04	رخصت کی درخواستیں۔	4
06	تحریک استحقاق نمبر 10 منجانب: جناب عبدالحمید خان اچکزئی، رکن صوبائی اسمبلی۔	5
26	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	6



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 22 اگست 2017ء بروز منگل بمطابق 29 رذیقہ 1438 ہجری، بوقت شام 4:00 بجے  
 زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔  
 میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ  
 اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا  
 یُشْرِكُوْنَ ﴿۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ط یُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ  
 وَالْاَرْضِ ع وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۳﴾

﴿پارہ نمبر ۲۸ سُورۃ الحشر آیات نمبر ۲۲ تا ۲۴﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے اور جو پوشیدہ  
 ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا۔ وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ  
 ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا زبردست دباؤ والا  
 صاحب عظمت پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے۔ وہ اللہ ہے بنانے والا نکال کھڑا کرنے  
 والا، صورت کھینچنے والا، اسی کے ہیں سب نام خاصے، پاکی بول رہا ہے اُس کی جو کچھ ہے آسمانوں  
 میں اور زمین میں، اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا۔ وَمَا عَلَّمْنٰنَا اِلَّا الْاِلْبٰلٰغَ۔

﴿۱﴾ ﴿۲﴾ ﴿۳﴾

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو اس کی ایک وضاحت کر دیتی ہوں۔ سب سے پہلے میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئرمین کیلئے نامزد کرتی ہوں:

۱۔ جناب منظور احمد کاکڑ صاحب۔ ۲۔ جناب ولیم جان برکت صاحب۔

۳۔ محترمہ شاہدہ روف صاحبہ۔ ۴۔ محترم حاجی محمد اسلام صاحب۔

میڈم اسپیکر: سب سے پہلے تو میں معذرت چاہتی ہوں کہ اسمبلی کی آج کی کارروائی تاخیر سے شروع ہوئی۔ جیسے کہ نوٹسروانی صاحب نے بتایا لیکن اس کی دو وجوہات تھیں۔ سب سے پہلے تو قائد ایوان کے ساتھ اراکین اسمبلی کی اکثریت ٹوٹ گئی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے ہمارا کورم ہی پورا ہی نہیں ہو رہا تھا، ایک وجہ یہ تھی دوسرا ہمارا ایک معزز رکن اسمبلی کی جانب سے عین وقت پر تحریک استحقاق موصول ہوئی ہے جس کی پریننگ میں کچھ وقت لگا۔ تو اس چیز کیلئے، تاہم معزز اراکین اسمبلی کی اسمبلی کارروائی میں جو دلچسپی ہے، وہ قابل قدر ہے۔

میڈم اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! point of order

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: آئی جی پولیس اور سی سی پی او اجلاس میں نہیں آئے ہیں آج تو مسئلہ اُن کا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی میں نے انہیں کال کی ہے، اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہا ہے۔ سیکرٹری صاحب! پلیز اُن کو دوبارہ remind کروائیں۔ وقفہ سوالات۔ محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر 340 دریافت فرمائیں۔ عارفہ صدیق صاحبہ تشریف نہیں لائی ہیں، تینوں سوال محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ کے ہیں، وہ تشریف نہیں لائی ہیں اسلئے اُن کو اگلے سیشن کیلئے defer کیئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): میرا سرفراز گٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب نے مطلع کیا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک اچکزئی صاحب بیرون ملک جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: میر جان محمد خان جمالی صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: میر عامر خان رند صاحب نے بیرون ملک جانے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمود صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب نے بیرون جانے کی بنا آج تا 25 اگست کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: سردار صالح بھوتانی صاحب نے بذریعہ فون نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالملک کا کڑ صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: سید محمد رضا صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: محترمہ شمینہ خان صاحبہ بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ فریضہ حج کی ادائیگی کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: میرا مان اللہ خان نوتیوئی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالملک صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا رواں اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان کا کڑ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جا رہے ہیں جس کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔
- میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
- میڈم اسپیکر: جناب عبدالمجید خان اچکزئی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کریں۔
- جناب عبدالمجید خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میں اسمبلی قواعد انضباط کارمجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 56 کے تحت ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ میں عبدالمجید خان اچکزئی، رکن صوبائی اسمبلی و چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی مورخہ 21 جون 2017ء کو وقوع پذیر ہونے والے واقعہ، حادثہ کے بعد ہونے والے واقعات و حالات کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ یہ کہ 21 جون 2017ء کو واقعہ کے بعد میں نے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اور واقعہ کی ایف آئی آر تھانہ سول لائن میں نامعلوم کے نام سے درج ہوئی۔

جبکہ رات کو میرے گھر پر ایف سی اور پولیس نے مجسٹریٹ کے بغیر دیوار پھلانگ کر کے میرے گھر کی چادر و چار دیواری کے تقدس کو پامال کیا، اندر داخل ہوئے اور پولیس اہلکار منہ ڈھانپے ہوئے تھے اور ایسا تاثر قائم کیا گیا۔ خدا نخواستہ میں کوئی خطرناک ڈاکو یا مشہور کریمینل ہوں۔ اس طرح ایک معزز رکن اسمبلی قانون کا پابند شہری کی حیثیت سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا مجھے تحریک استحقاق ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: تحریک استحقاق نمبر 10 پیش ہوئی۔ کیا معزز رکن اپنی تحریک استحقاق نمبر 10 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: گزارش یہ ہے کہ مجید خان کی privilege آئی ہوئی ہے، اس میں تھوڑی سی ہمیں ambiguity ہے کہ ایک اجلاس اگر جاری ہے، اسمبلی کا اجلاس جاری ہے۔ اُس میں چاہے وہ قومی اسمبلی کا ہے صوبائی کا ہے یا سینٹ کا ہے۔ کیا آپ یا آپ کا اسٹاف ہماری راہنمائی فرمائیں گے کہ اسپیکر کی اجازت کے بغیر کوئی گرفتاری ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں تھوڑی سی راہنمائی کریں، further پھر مجید خان بھی بولے گا اور پھر اس پر میں بھی تھوڑا سا بولوں گا۔

میڈم اسپیکر: یہ premises of the Assembly میں اگر ہوں تو وہ نہیں ہو سکتی لیکن out of premises it is. لیکن premises of the Assembly میں out of premises it is۔

they can not do it. جو میرے اسٹاف میں ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: premises میں تو ہو ہی نہیں سکتی۔

میڈم اسپیکر: That is I am saying. اُس کے علاوہ اسپیکر کا اسمبلی کوئی role نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میری معلومات کے مطابق اجلاس جب کال کیا جاتا ہے اُس میں کوئی بھی گرفتاری even

اگر 302 کا بھی ہے تو اسپیکر سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اس میں ایسا نہیں ہے۔ rules کے مطابق جو میرے سیکرٹری صاحب نے دوبارہ کیا۔ پھر بھی

we will sit in the Assembly آپ میرے چیئرمین آجائے گا اس پر میں آپکو detail میں۔۔۔ (مداخلت)

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جی تو kindly آپ اپنے اسٹاف سے کہہ دیں کہ یہ وہ نکال لیں۔

میڈم اسپیکر: لیکن اس پر کافی ہماری بات ہو چکی ہے اور اُس میں ایسا نہیں ہے۔ پھر بھی میں دوبارہ آپ کی تسلی کیلئے وہ

کروں گی۔ جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اگر۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی rules کے بارے میں جو چیز ہے آپ میرے چیمبر میں آئیں You can come in

my Chamber. We can not discuss it here in House.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: I am just point out.

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اگر premises کے باہر ہو بھی اسپیکر سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں ایسا rules میں نہیں ہے۔ جو میرے سیکرٹریٹ اور میری اطلاع کے مطابق ہے، ایسا نہیں ہے

لیکن پھر بھی آپ تشریف لائیے گا ہم اس پر آپ کو detail میں بتادیں گے۔ جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتو ایڈووکیٹ (وزیر محکمہ تعلیم): اس بارے میں تو ہماری اسمبلی کے rules واضح ہیں۔ اسمبلی کی

حدود میں گرفتاری روز 69 ہے۔ حدود میں جو گرفتاری ہوتی ہے وہ آپ کی اجازت سے ہوتی ہے۔ اسمبلی سے باہر جب گرفتار

کرتے ہیں پھر rules یہ ہیں کہ وہ آپکو inform کریں گے۔ اس بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ کس طریقے سے کرنا

ہے کیا طریقہ کار ہے وہ اس میں وضع ہے۔

میڈم اسپیکر: inform just کریں گے۔ وہ میری permission نہیں لیں گے۔

وزیر محکمہ تعلیم: وہ پھر گوشوارے میں لکھا ہوا ہے کہ کس طریقے سے کرنا ہے کیا طریقہ کار ہے وہ اس میں وضع ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی عبدالمجید اچکزئی صاحب۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: ذرا آپ اسکی وضاحت کریں کہ آپ Custodian of the House

ہیں۔ آپ کا ایک ممبر۔ اچھا! آپ کے پولیس والے ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ مطلب ہماری بحث اسی پر ہو رہی ہے۔ ٹائم

چار بجے تھا اور پولیس والے نہیں آئے ہیں۔ ابھی تک آئی جی اور سی پی او نہیں آئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: عبدالمجید اچکزئی صاحب! میں نے آپکے سامنے دوبارہ انہیں reminder بھجوادیا ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: تو آپ کارروائی کو روک لیں اُنکی موجودگی میں بات کرنی ہے، تماشا انہوں نے کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ اپنی تحریک پیش کریں کیونکہ اس پر بحث نہیں ہوگی۔ اس پر آپ پیش کریں گے and then it

will go to the standing committee. پلیز آپ اسکی admissibility پر بات کریں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں نہیں میڈم اسپیکر! جیسے آپ کہہ رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: احترام کے ساتھ۔ آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ کے ممبر کو کوئی arrest کرتا ہے اور آپ کو بعد میں اطلاع ملتی ہے۔ مطلب، کیا Custodian of the House کی duty کیا ہوتی ہے کہ اُس کو اپنے ممبر کے بارے میں یہ جان کاری حاصل ہونی چاہیے کہ اُس کو باحق پکڑا گیا ہے، کیسے پکڑا گیا ہے، اُس کو رات کو چارجے پکڑا ہے، تین بجے پکڑا کس کس میں پکڑا گیا؟ اور آپ کہتے ہیں۔۔۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب! آپ کے سوالات جو ہیں، آپ پلیز میرے چیئرمین تشریف لائیں، ہم آپ کو وہ خط بھی۔۔۔ (مداخلت)

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں نہیں، چیئرمین کے ساتھ کوئی کام نہیں ہے۔ چیئرمین ساڑھے چار سال چلتا رہا چیئرمین تو بہت کچھ ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: اچکزئی صاحب! آپ کے جو letters لکھے گئے ہیں وہ بھی ہم۔۔۔ (مداخلت)

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: جو بات ہم کریں گے اسمبلی کے فلور پر کریں گے۔ چیئرمین کوئی بات نہیں ہوگی۔ آپ بتائیں کہ آپ کو اطلاع اُس دن کتنے بجے ملی تھی؟

میڈم اسپیکر: You cannot ask like this. آپ پلیز تشریف لائیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں نہیں، I can ask any thing as a Member for the Provincial Assembly.

میڈم اسپیکر: No, No. You can not, because.... آپ تحریک استحقاق۔۔۔ (مداخلت)

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: I can ask it آپ کو اطلاع کب ملی تھی کہ مجھے گرفتار کیا گیا ہے؟

میڈم اسپیکر: عبدالمجید اچکزئی صاحب! پلیز آپ اس طرح سے بات نہ کریں آپ ایک معزز رکن ہیں آپ کو پتہ ہے روز کا آپ تشریف لائیں میں آپ کو وہ خط بھی دکھا دوں گی کہ جو آپ کیلئے لکھے گئے ہیں۔ یہاں آپ روز کے مطابق۔ آپ ہمیشہ کہتے ہیں کہ روز کے مطابق ہیں تو پلیز آپ روز کے مطابق چلیں۔ پلیز آپ اپنی admissibility پر بات کریں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: مطلب پولیس اور ایف سی نے جو بد معاشی کرنی تھی اُسکے بعد آپ کو اطلاع دی گئی ہے that is all۔ میڈم اسپیکر! ہمارے اجلاس کے بعد واقعہ ہوا۔ یہ ایک ہمارے فرض شناس سارجنٹ کا واقعہ میری گاڑی کے ساتھ ہوا وہ زخمی ہوئے اُس کو ہم ٹراما سینٹر لے گئے اس کے بعد ڈیڑھ پونے دو گھنٹے تک ٹراما سینٹر میں کوئی ڈاکٹر ہی نہیں تھا۔ پولیس والے وہیں موجود تھے کمشنر، ڈپٹی کمشنر سارے موجود تھے۔ even سی سی پی او بھی وہاں موجود تھا۔ پورے واقعے کا

میں نے انہیں بتایا ”کہ ہاں میری گاڑی تھی میں چلا رہا تھا، نہیں چلا رہا تھا، اس کا کوئی مقصد نہیں۔ گاڑی میری تھی میں own کرتا ہوں میں چلا رہا ہوں“۔ بعد میں میں نے چینلز کو بھی یہی انٹرویو دیا ہے۔ اُس کے بعد اُس بندہ کو ڈیڑھ دو گھنٹے کے بعد اُس کی شہادت ہوئی اور اُس کو پولیس لائن لے گئے اُس کی نماز جنازہ ہوئی پھر گاڑیوں کا بندوبست کیا گیا۔ اس دوران ٹراما سینٹر میں اُس کے والد، بھائی اور بیٹا سارے موجود تھے۔ میں نے کہا ”کہ یہ ساری ذمہ داری میری ہے، میری گاڑی سے یہ واقعہ ہوا ہے میں اس کو own کرتا ہوں۔ قبائلی طور پر بھی، دیت کے طور پر بھی، شرعی طور پر بھی، قانونی طور پر بھی، جو بھی نقصان ہے اُس کو ادا کرنے کے لئے میں تیار ہوں یہ میری responsibility ہے“۔ کیونکہ ایک گھر کے کمانے والے شخص میری گاڑی کی زد میں آ گیا ہے۔ یہ میری ذمہ داری بنتی ہے میرا تعلق جہاں سے ہے اُس کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جب تک یہ گھر خود کفیل نہیں ہوگا میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ یہ میں نے اُس کے والد صاحب سے کہا۔ پھر میرا سارا اسٹاف پی اے سی کا وہاں موجود تھا۔ پھر ہم نے اُس کے ساتھ کیا امداد کی ہے، اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس کے بعد میڈم اسپیکر! ہم بیٹھے ہوئے تھے وہاں ہسپتال میں انہوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ پھر سات، آٹھ گاڑیوں کے ساتھ اُن کا جنازہ ہم نے ڈیرہ غازی خان بھجوا دیا۔ اور پھر میں مسلسل سی سی پی او کے ساتھ رابطے میں تھا۔ آئی جی میرے خیال میں اسلام آباد میں تھے۔ تو میں نے کہا ”کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ آپ لوگوں نے ایف آئی آر نامعلوم کے خلاف کاٹی ہوئی ہے۔ ابھی قانونی طور پر مجھے کیا کرنا چاہیے آپ مجھے اس واقعے کے بارے میں بتائیں؟“۔ پھر دوسرے دن آگے پھر دوسرے دن غالباً اسمبلی کا جو واقعہ ہوا اُس دن اجلاس، بجٹ تقریر میں کر رہا تھا اور اُس کے بعد پھر ایک دن چھوڑ کر کے دوسرے دن اسمبلی کا اجلاس تھا پھر میں اسمبلی آیا۔ اسمبلی اجلاس کے ختم ہونے کے بعد سی سی پی او کو میں نے چیمبر سے باہر بلایا اور اُس سے میں نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ اُس نے کہا ”اس میں آپ کا نام ہی نہیں ہے اور آپ ایسا کریں کہ اُن کے لواحقین کے ساتھ اپنی ہمدردی کر لیں“۔ میں نے کہا ”I am ready for it.“۔ اور پھر یہ کچھ ہوا اور اسی دوران میرے خیال میں آئی جی پولیس یہاں تھے۔ انہوں نے کہا ”کہ میں تو خود اسلام آباد میں تھا مجھے اسلام آباد میں اس واقعہ کا پتہ چلا“۔ سی سی پی او بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ”میں نے اُن سے بات کی ہے رابطہ بھی کیا ہے، ایک میٹر بھی ہم لے گئے اور اُن کا یہاں کوئی حمید دستی ہے یا کیا نام ہے، اے ایس پی ہے، اے ڈی ایس پی ہے، کیا ہے، عہدے بھی مجھے پتہ نہیں ہیں، یہ کہتا ہے ”کہ میں اُن کا ذمہ دار ہوں۔ اُس کے ساتھ میری بات ہوئی ہے“۔ پھر سات بجے میرا اُن کے ساتھ ٹیلیفونک رابطہ ہوا۔ پھر میں نے یہی بات اُس سے کہی کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اگر ایف آئی آر میں میرا نام تھا یا میرا نام ہوتا تو کسی Court of Law یا کوئی مجسٹریٹ وغیرہ سے میں ضمانت کروالیتا“۔ تو ایف آئی آر میں میرا نام ہی نہیں تھا۔ انہوں نے کہا ”بس یہی ٹھیک ہے“۔ سات بجے یہ ٹیلیفونک رابطہ ہوا۔ پھر کوئی بارہ بجے کے قریب پولیس کے کچھ آفیسران، جس میں حمید دستی اور باقی لوگ شامل تھے یہ میرے

گھر آئے۔ یہ کوئی تقریباً ساڑھے گیارہ، بارہ بجے کا وقت تھا اور انہوں نے کہا ”کہ ہم نے بس یہ کام کر لیا ہے۔ آپ ایسے کر لیں کہ یہ ہم کچھ پیسے بھیجنا چاہتے ہیں۔ آپ اُس کی arrangement کر دیں“۔ میں نے کہا ”وہ تو یہ ہے“۔ اور انہوں نے کہا ”کہ پھر ایسے کر لیتے ہیں“۔ میں نے کہا ”میں نے تو فیصلہ یہ کیا ہے اور میں نے وہاں ڈی آئی جی سے بھی بات کی ہے میں ڈیرہ غازی خان جاتا ہوں۔ ہمارے رواج کے مطابق میں نہیں ہونگا البتہ میٹرھ چلی جائیگی فاتحہ خوانی کے لئے۔ اُس کے بعد جو رواج ہے وہ ہم آگے چلاتے ہیں“۔ انہوں نے کہا ”ٹھیک ہے“۔ تو ایک بجے تک یہ پولیس آفیسران میرے ساتھ میرے گھر میں میرے بیٹھک میں بیٹھے رہے۔ اور امید دستی جاتے ہوئے اُس نے کیا کیا، کیا بولا، وہ تو اسمبلی کا فلور ہے، اُس کو آپ چھوڑ دیں“ کہ آپ کا بہت شکر یہ اور یہ ہے، فلاں، فلاں، فلاں“۔ اب بات یہ ہے کہ میں نے کہا ”پھر؟“ اُس نے کہا کہ گیارہ بجے یہ جیل کے پیچھے جو پولیس اسٹیشن ہے اُس کا نام کیا ہے؟ صدرتھانے میں اسکے پیچھے ہمارے گھر ہیں آپ گیارہ بجے یہاں آجائیں“۔ تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ مطلب میں تو ڈیرہ غازی خان جانا چاہتا تھا۔ انہوں نے کہا ”کہ نہیں، آپ یہاں آجائیں“۔ تو گیارہ بجے میں نے اپنی پارٹی کے بزرگ ساتھیوں کو اطلاع دی کہ ہم نے گیارہ بجے فاتحہ خوانی پر جانا ہے“۔ ایک بجے کا ٹائم تھا وہ چلے گئے میں اپنے گھر چلایا گیا اور رات کے ساڑھے تین بجے مطلب بالکل جیسے آپ یہ سمجھیں میڈم اسپیکر! جیسے وہ کرائے کے قاتل، ایسے میرے گھر میں گھسے، پولیس، ایف سی اور انٹیلی جنس ایجنسیاں، منہ چھپائے ہوئے تھے، ساٹھ کے قریب گاڑیاں تھیں۔ اور کس طریقے سے میرے گھر اور چار دیواری میں گھسے، آپ ایسے کہیں گے کہ کہیں الزوری کو انہوں ڈھونڈ لیا ہے۔ میں نے کہا مسئلہ کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا ”کہ آپ کا وارنٹ ہے“۔ بابا! آپ کے ساتھ کوئی مجسٹریٹ ہے کوئی خاتون ہے آپ میری چار دیواری میں گھسے ہیں۔ انہوں نے کہا ”کہ ہمیں آرڈر ملا ہے اور یہ ہے، بس ہمیں اور کچھ نہیں کہنا ہے“۔ یہ تقریباً ساڑھے تین بجے ٹائم تھا۔ اور کمال یہ ہے کہ پولیس ویڈیو بھی بنا رہی تھی۔ واقعہ کے دوران پولیس ویڈیو بھی بنا رہی تھی جو پھر بعد میں چینلز پر چلی بھی۔ میں نے کہا کہ یہ کونسا طریقہ ہے آپ مجھے بلا لیتے، کونسا پولیس اسٹیشن تھا میں نہیں آتا۔ آپ کے سی سی پی او سے میری بات ہوئی ہے میں خود اُس سے اسمبلی میں ملا تھا۔ اُس نے کہا نہیں ایسا ہوا ہے۔ اور بالکل جیسا criminal جیسے ہم نے سنا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ رات کو گھر میں جاتے ہیں اور لوگوں کو اٹھواتے ہیں اور پھر اُنکے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی واقعہ پانچ چھ گاڑیوں میں منہ چھپائے ہوئے آنکھیں دکھائے ہوئے سادہ وردیوں میں بغیر نمبر پلیٹ کی گاڑیوں میں۔ یہ گاڑیاں ایک طرف اور اُس کے آگے ایف سی کے ہمارے جوان، ایف سی کے جوان جو زبان میرے گھر میں انہوں نے استعمال کی۔ جو الفاظ ادا کر رہے تھے یہ کسی شریف آدمی کے، ایسا نہیں ہے کہ ایک ممبر کی حیثیت سے ایک عام شہری کی حیثیت سے جو وہ کر رہے تھے میرے گھر کے اندر اور میرے گھر کے اندر جو میرا آفس تھا اُس میں جو طریقہ اپنا رہے تھے جو کپڑوں سے کھینچ رہے تھے۔ اور یہ رابطے میں تھے اپنے پولیس آفیسران اور ایجنسی کے اہلکاروں

کے ساتھ۔ بابا! میں نے کہا مسئلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ”آپ کا موبائل بند تھا؟“۔ میں نے کہا یہ کمال ہے۔ آپ مجھے بلا لیتے ہیں آنے کے لئے تیار تھا۔ اس میں موبائل بند ہونے کی کونسی بات تھی۔ اتنی بڑی بدمعاشی میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر میں یہ واقعہ دیکھا۔ یہ جن کو ہم ٹیکس دے کر کے، ہم اپنے بچوں کو بھوک سے سلاتے ہیں ان کو ٹیکس دے کر کے ہم نے فورسز بنائی ہے۔ ان کا روئے ہمارے ساتھ یہ ہے۔ یہ تو میں اسمبلی کا ممبر تھا باقی تو آپ چھوڑیں اگر عام لوگوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے جو ہمیں سننے میں آرہا ہے۔ کہ عام لوگوں کے ساتھ کیا کچھ ہوتا ہے۔ میں بار بار بتا رہا تھا ان میں سے ایک دو شاید بیٹھے ہونگے۔ میں نے کہا کہ بابا! پچھلے آخری اطلاعات تک جب آپ کے پولیس آفیسران آئے تھے انہوں نے کہا ایف آئی آر میں آپ کا نام ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر یہ نام کس نے ڈالا ہے؟ اُس نے کہا ”بس ہم نہیں بتا سکتے ہم مجبور ہیں ہمیں بتایا گیا ہے اور یہ فورسز باہر سے آئی ہیں، یہ کینٹ سے آئی ہیں ایف سی والے آئے ہیں۔ میں نے کہا مسئلہ کیا ہے؟ ارادہ یہ نہیں تھا ارادہ ایمانداری سے میں اس فلور پر کہتا ہوں ارادہ گرفتاری کا نہیں تھا ارادہ کچھ اور تھا جو انہوں نے plan کیا ہوا تھا۔ انہوں نے خالی یہ کرنا تھا کہ میرے گاڑ زوالے ڈیفنس میں کوئی فائر کر لیتے تو وہ میرے اور میرے بچوں کے ساتھ جو کرنا چاہتے تھے وہ تو، جیسے پنجاب کی ملٹری اور فوجی بیورو کر لسی کا ارادہ ہمارے خلاف ہمیشہ رہتا ہے وہی ارادہ ان کا تھا میں ان کو بار بار سمجھا رہا تھا۔ اس میں لوکل لوگ بھی تھے۔ میں نے کہا ”بابا! کوئی طریقہ ہوتا ہے، مجسٹریٹ، کوئی ایف آئی آر فلاں فلاں بولتا ہے چلیں۔ ان میں لوکل لوگ بھی تھے ”انہوں نے کہا کہ بات کچھ اور ہے“۔ میں نے کہا بات کیا ہے؟ میرے گھر سے جب ہم گلی سے ایسے موڑ رہے تھے تو راستے میں چھ سات گاڑیاں، بالکل ایجنسیز کی گاڑیاں خاکی کلر کی بغیر نمبر پلیٹ کے، منہ لپیٹے ہوئے کلاشکوف نکالے ہوئے، جیسے کوئی واردات کرنے والے ہیں۔ مطلب انہیں کوئی بہانہ چاہیے کوئی طریقہ چاہیے۔ میں نے کہا یہ کونسا طریقہ ہے۔ یہ ایک مجھے کھینچ رہا ہے اُس طرف لے جا رہا ہے ایک مجھے کھینچ رہا ہے اس طرف لیجا رہا ہے۔ جیسے ایک عام criminal بندے کو۔ میں نے کہا for God sake ایک مجید کی حیثیت سے میری کوئی حیثیت تو ہے۔ اسمبلی کا ممبر میں نہ صحیح، میں نے بات کی ہے آپ کے ذمہ دار آدمی سی سی پی آو سے۔ میں نے کہا مسئلہ کیا ہے آپ کے بندے گئے میں نے ساری باتیں ان کے ساتھ طے کی ہیں انہوں نے گیارہ بجے کا ٹائم دیا۔ انہوں نے کہا ”نہیں“ پھر ہم آئے۔ یہ گاڑیاں قطار میں، کچھ ادھر جا رہی ہیں کچھ ادھر جا رہی ہیں جیسے انہوں نے بہت بڑا ایک الزوائری بھی شاید چھوٹا آدمی ہوگا۔ ایسے اُس کو گرفتار کرنے میں اتنی فورس شاید ان کو نہیں چاہیے ہوگی جو کر رہے تھے۔ مگر اس فلور پر میں یہ کہتا ہوں۔ جو ارادہ ہماری پولیس، ہماری ایف سی اور ہماری ایجنسیوں کی، ہمارے خاندان اور ہمارے بارے میں تھا، بالکل یہ واضح ہے۔ اگر آج کے بعد یہ ہوگا یہ ذمہ دار ہیں اور پرسوں ہو گئے یہ ذمہ دار ہیں۔ اگر اس سے پہلے بھی ہمارا قتل عام ہوا ہے یہ اُس کے ذمہ دار ہیں۔ جو 1990ء سے ہمارے خاندان، ہمارے قبیلہ کا قتل عام ہو رہا ہے۔ جس میں دو سو سے زیادہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ یہ اُس

کے ذمہ دار ہیں۔ اس ملک میں ہمیں ایک بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ کمال یہ ہے ہمارا ایک ایسے خاندان کے ساتھ تعلق ہے جو پاکستان بننے سے پہلے بھی یہ انگریز کے جیل میں تھا اور ہم بھگت رہے تھے۔ جب ہم انگریز کے خلاف تحریک چلا رہے تھے ہم جیل میں تھے اور پاکستان کے بننے کے بعد بھی ہم جیل میں رہے ہیں۔ مطلب ایوب خان کے مارشل لاء کا پہلا قیدی بھی ہماری پارٹی کے بانی خان عبدالصمد خان شہید اور آخری قیدی بھی خان عبدالصمد خان شہید۔ یہ کیسا جرم ہے جو ہم نے کیا ہے؟ ہم کیسے لوگ ہیں اس ملک میں جو ہم رہے ہیں آخر ہمارا جرم کیا ہے؟ اتنا قتل عام ہمارے گلستان میں۔ گلستان میں ہمارا قتل عام، ہر جگہ قتل عام، کوئٹہ میں قتل عام۔ پھر آپ اندازہ لگائیں میں اُس بات پر بعد میں آتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دینا ہے زیادہ نہیں۔ اچھا! جب تھانے آئے میں نے کہا بابا! یہ ایف آئی آر تو نامعلوم تھی۔ انہوں نے کہا ”نہیں، یہ پھر ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، ہم لوگوں نے فیصلہ کیا ہے اس میں اے ٹی سی لگائی ہم نے، قتل، اغوا برائے تاوان اور بھتہ خوری، پتہ نہیں کیا کیا“۔ ایف آئی آر بلیو پین میں اور ٹمپرنگ ریڈ پین میں ہوئی ہے۔ یہ ایک بجے کے بعد یہ سب کچھ ہوا ہے۔ کس کے کہنے پر ہوا ہے یہ تو یہ خود بتا سکتے ہیں۔ ابھی ان سب کو پتہ ہے کہ سپریم کورٹ کے آرڈر کے مطابق پانچ جون کو جو آرڈر ہوا ہے اُس میں کہا گیا ہے سپریم کورٹ نے واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اے ٹی سی لگانے والا سوچے گا کہ یہ اے ٹی سی کا کیس بنتا ہے یا نہیں بنتا ہے؟۔ یہ سپریم کورٹ کے verdict آیا ہوا ہے۔ یہ فیصلہ بھی سپریم کورٹ کا آیا ہوا ہے جو ہم نے کل کورٹ میں پیش کیا، ہائی کورٹ میں۔ اُس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ایک بندے کو یہ اختیار نہیں ہے۔ اگر وہ کوئی ایک پولیس کا ایس ایچ او ہے حوالدار ہے، ڈی ایس پی ہے، سی سی پی او ہے، آئی جی ہے، اُس کو یہ اختیار نہیں ہے۔ even اُس میں یہ بھی کہا گیا ہے کوئی جج اگر کوئی اے ٹی سی کا کیس چلاتا ہے تو سپریم کورٹ کے پاس اگر یہ کیس آیا تو اسی جج کے خلاف بھی کیس چلایا جائیگا۔ اور یہ کمال ہے یہاں ہر ایک سیڈنٹ پر اے ٹی سی کا دفعہ لگتا ہے۔ اور ہمارے صوبے کی تاریخ میں دیکھیں کہ میرے ساتھ کیا، صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک سیڈنٹ کے کیس میں اے ٹی سی کا دفعہ لگایا گیا ہے۔ اور صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہائی کورٹ میں فیصلہ ٹائپ ہو گیا ہے۔ یہ دو فیصلے جو میرے ساتھ ہوئے ہیں یہ جو ہمارے صوبے کی تاریخ میں ہوا ہے۔ پھر لوگوں کا اٹھانا۔ 92ء میں، میں نے قتل کیا ہے۔ 92ء کے بعد میں اسمبلی کا دو دفعہ ممبر نہیں رہا ہوں؟ 92ء میں میں نے قتل کیا ہے۔ اور 2004ء میں، میں نے اغوا کیا ہے۔ پتہ نہیں میں نے پھر کیا کیا ہے؟ ڈھاڈر سے لے کر کے مستونگ تک نامعلوم افراد کے کیسز میرے اوپر۔ بابا! میں نے کیا کیا ہے؟ ہمارے ڈسٹرکٹ میں جیسے لوگ گئے ہیں اور انہوں وہاں ایس ایچ او وغیرہ کو جس رویے سے کہا ہے کہ جو بھی نامعلوم ہے اس کا نام ڈالوں۔ اُس نے کہا ”میں تو ڈال لیتا ہوں مگر signature میرے نہیں ہیں“۔ تو اس سال ہمارے بجٹ میں 64 ارب روپے پولیس اور سیکورٹی کے لئے ہم نے دیئے ہیں۔ یہ 64 ارب روپے اپنے آپ کو بے عزت اور قتل کرنے کے لئے ہم نے اُن کو دیئے ہیں۔ ان کی حالت تو ہم نے دیکھی

ہے، تھانوں کی حالت کیا ہے۔ پولیس کتنی resourceful ہے۔ پھر اُس کے بعد یہ کچھ ہوا۔ پھر ہم یہاں سے سول لائن تھانے میں تھے۔ سول لائن تھانے میں پھر وہاں کیا تماشہ کیا جا رہا تھا وہ تو بھی میں دیکھ رہا تھا۔ پھر انہوں نے کہا ”کہ نہیں آپ کو کینٹ تھانے لے چلتے ہیں“ میں نے کہا چلیں، کینٹ تھانے گئے۔ ایس ایچ او کے کمرہ میں ایک پنکھا تھا ایک کرسی تھی۔ ہم بیٹھے ہوئے۔ خود پولیس کا اے ایس پی مسعود نام تھا یا محمود، آیا اور اپنے سپاہی سے کہا ”کہ تصویر کھینچو“۔ اُس نے تصویر کھینچی۔ وہی تصویر 10 منٹ بعد میڈیا پر آئی۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا، بار بار کہا ”کہ سی سی پی او کہہ رہا ہے کہ اسکولاک آپ میں ڈال دو“۔ ایک imported سی سی پی او کی یہ حیثیت۔ ہمارے صوبے میں صوبائی اسمبلی کے منتخب نمائندے کو دھکا دے کر کے لاک آپ میں ڈالتا ہے۔ یہ ہم ٹیکس اس لیے دے رہے ہیں۔ یہ مملکت خداداد پاکستان ہے۔ نہ ہمارے گھر محفوظ ہے نہ ہماری چار دیواری محفوظ ہے۔ اپنے پیٹ کو کاٹ دو اور ان کو کھلاؤ۔ اور ان کی یہ duty ہے۔ آتے ہیں پنجاب سے کینٹ سے باہر نہیں جاتے ہیں۔ نہ یہ قلات جاتے ہیں نہ دوسرے ڈسٹرکٹس میں۔ تنخواہ دو دو لیتے ہیں مگر یہ وہاں نہیں جاتے ہیں۔ یہ کارنامہ ہے جو پولیس اسٹیشنز میں ہو رہا ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ کیا نہیں ہو رہا ہے۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے جیل میں دیکھا، وہ تو کچھ اور ہی تھا۔ دنیا کے کس قانون میں آپ اندازہ لگائیں سینٹرل جیل کوئٹہ میں سات سال کا لڑکا قتل کے کیس میں بیٹھا ہوا ہے۔ for God sake یہ اگر آپ دنیا کے میڈیا کو بتادیں تو شرم کے مارے ان کی آنکھیں نیچی ہو جائیں گی۔ سات سال کا بچہ قتل کے کیس میں بند ہے۔ اور ہمارے صوبے کے لڑکوں کو پولیس والے اٹھاتے ہیں، رات کو پھر پولیس اسٹیشنوں میں کیا ہوتا ہے وہ تو اس اسمبلی میں بیان کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ کیا قانون میں 15 سال سے کم عمر لڑکے کو آپ گرفتار کر سکتے ہیں؟ کیا قانون میں اس کی اجازت ہے؟ آپ کہتے ہیں ”کہ آپ کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے“۔ شناختی کارڈ تو 18 سال عمر کے بعد allowed ہے۔ اچھا میڈم اسپیکر! انہوں نے جب لاک آپ میں ڈال رہے تھے تو مجھ سے کہا ”کہ آپ ٹیلیفون کر لینا کام آسان ہو جائیگا“۔ میں نے کہا اگر ٹیلیفون کرنا ہوتا تو 80 سال پہلے کر لیتے اتنی مشکلات کیوں ہم نے جھیلی تھیں؟ تو یہ تو ہم نہیں کر سکتے ہیں۔ تو یہ مراعات مطلب پکھے کی مراعات ٹیلیفون کے ذریعے۔ پھر کیا تھانے میں وہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے ہمارے لیے۔ ہماری زندگی کی routine ہے اس میں یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر ایمانداری سے جس تھانے سے میں رہا اور اُس تھانے میں مزہ کی بات یہ تھی کہ وہاں 120 سپاہی تھے اور ہاتھ روم ایک تھا۔ پھر میں لگا رہا اُنکے یہ سپاہیوں کے لیے پکھے وغیرہ لگائے، اُن کے لگائے، افسران بیچارے تو upper class کے لوگ ہیں وہ تو آتے نہیں ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہم سن رہے ہیں اپنے صوبے میں اپنی فورسز کے خلاف۔ تو کیا یہ صحیح نہیں ہے جو میرے ساتھ ہوا ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے اگر آپ کسی کو اٹھالیں۔ پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ جب مجھے بغیر وارنٹ کے اور بغیر مجسٹریٹ کے بغیر لیڈی کانسٹیبل کے میرے گھر کی تلاشی لی جاسکتی ہے تو ایک غریب سریاب والا ایک پشتون آباد والا ایک عالموچوک والے

کی کیا حیثیت ہوگی؟ تو اُس کی تو کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ یہاں لوگ اس لیے وہ کرتے ہیں کہ جب آپ حقوق کی بات کریں گے جب آپ جمہوریت کی بات کریں گے تو آپ کو سزا ملتی ہے۔ ہمیں تو سزا اسی بات کی مل رہی ہے۔ accident تو میں جس تھانے میں تھا اُسی تھانے کے ڈی ایس پی کے بیٹے نے تیسرے دن ایک موٹر سائیکل کو ٹکر لگائی۔ اُس میں ایک خاتون لائو تھی اُس کا بیٹا تھا، بیٹا بچ گیا خاتون فوت ہو گئی اُسی تھانے کے ڈی ایس پی نے۔ اُس سے پہلے ایک کرنل کی گاڑی نے دو بچے عالمو چوک کے آئے تھے۔ کوئی ایف آئی آر نہیں ہے۔ اُن کی لاشوں اور اُن کے ٹکڑوں کی فوٹو اخباروں میں اور نیٹ پر موجود ہے۔ اور اس کے علاوہ مطلب اسپیکر سندھ اسمبلی، اُسکے بیٹے نے شکار پور میں جو ڈرامہ کیا۔ اُسکے بعد کتنے accident ہوئے۔ جب میں تھانے میں تھا کتنے accidents ہوئے ہیں۔ فورسز کے کتنے accidents ہوئے ہیں۔ بغیر فورسز کے کتنے accidents ہوئے ہیں۔ مطلب یہ نہیں تھا کہ accident والا معاملہ تھا۔ معاملہ کچھ یہ لوگ اور طرف لے جا رہے تھے۔ میڈم اسپیکر! ہم ایک بات کی سزا کاٹ رہے ہیں جو ہمیں پتہ ہے کہ ہم کس بات کی سزا کاٹ رہے ہیں جس کے لیے ہم تیار ہیں۔ ہم اس بات کی سزا کاٹ رہے ہیں کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ملک جمہوری ہونا چاہیے اور پارلیمنٹ کی بالادستی ہونی چاہیے۔ جو ہمارے بڑے بھائیوں کو پسند نہیں ہے۔ ہم یہی بات کرتے ہیں کہ جمہور کی حکمرانی ہونی چاہیے جمہوریت ہونی چاہیے۔ جمہوریت میں آپ کے پاس راستہ ہے۔ آپ کسی کے پاس جاسکتے ہیں۔ ابھی میں کس کے پاس جاؤں؟ اگر کل میں زندہ بھی نہیں ہوتا، کون claim کرتا کہ کون مجھے لے گیا ہے کون مجھے اٹھا کر کے لے گیا ہے۔ تو میڈم اسپیکر! اس میں ایک بات کہنا چاہوں گا۔ آپ کے اوپر محمد علی جناح صاحب کی تصویر لگی ہوئی ہے جو founder of the nation ہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو دو منٹ اور بات کر لوں؟

میڈم اسپیکر: جی آپ پھر اس کو conclude کر لیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں conclude کروں گا انشاء اللہ۔

میڈم اسپیکر: جی please۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: جناح صاحب کی تقریر 11 اگست 1947ء

Declaration of Pakistan: The State would nothing to do with the matter of faith and Pakistan was supposed to become a democratic Muslim majority country یہ جناح صاحب کے الفاظ تھے۔ اور جس کی بنیاد پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا۔ اور اس میں جناح صاحب اگر شاید دو، تین سال اور زندہ ہوتے تو کچھ اور ہوتا۔ مگر کیا ہوا اچھا اس میں جناح صاحب نے کوئی بات کی ہے، اس تقریر کے دوران۔ We have to do the best, we can do to adopting the

provincial constitution. یعنی صوبائی آئین کی بات انہوں نے کی ہے۔

For the federal legislature of the Pakistan: You will no-doubt agree with me that the first duty of the government is to maintain law and order, so that the life and property of the religious beliefs in its subject are fully I do not say - founder of the Pakistan یہ protected by the State. other countries are free but it is I think our tradition is worse in bribery in -nepotism- فاساد، that is really, is a poison, black marketing and ابھی جناح صاحب کہتے ہیں اپنی speech میں۔ جو ہمارے ملک کی بنیاد ہے اُس میں یہ کہتے ہیں کہ:

No matter to what community he belongs, no matter what relation he had with you in the past, no matter what is the colour, caste or creed is the first second and last citizen of this State with equal rights, previlages and obligations, there will be no end to progress you will make.

'You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques, or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed. That has nothing to do with the business of the State.

Thanks God there are certain those days, we are starting in these days of circumstances between the community and the citizen of the State.

یہ جناح صاحب کے principles ہیں جس کی بنیاد پر ہم تو جناح صاحب کو کسی اور صورت میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ جو ہماری جیبوں میں ہوتا ہے۔ جناح صاحب کی اصل تصویر یہ ہے جس کو ہم بیان کرتے ہیں۔ جناح صاحب نے کیا کہا ہے جو جناح صاحب نے کہا ہے پاکستان کے بارے میں جو انہوں نے کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ:

Pakistan should be a democratic Muslim majority State, faith as individual. عقیدہ اپنے اپنے، ہر بندے کا اپنا ہے۔ اور دوسری بات اُس نے یہ کہی ہے کہ:

State and religion are two seperate things. اور State اور religion کو انہوں نے

علیحدہ کیا ہے۔ پھر ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے کہ یہاں 40 سال کے قریب حکمرانی اُن لوگوں نے کی ہے جنہوں نے مذہب کو State کے لیے استعمال کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: اچکڑی صاحب! استحقاق سے آپ ہٹ رہے ہیں آپ استحقاق پر بات کریں۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: میں feasibility پر یہی جو میں کہنا چاہتا ہوں میڈم۔

میڈم اسپیکر: آپ استحقاق پر بات کریں۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: استحقاق پر بات کر رہا ہوں، یہی استحقاق ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ please استحقاق پر بات کریں۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: یہی استحقاق ہے Founder of Pakistan کی میں بات کر رہا ہوں آپ نہیں چھوڑ رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں، آپ رول کے مطابق جو ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: میں رولز کے مطابق چل رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: استحقاق کے مطابق آپ چلیں کیونکہ آپ ایک تو اپنی admissibility پر بات کر چکے ہیں تقریباً۔

آپ کا point آچکا ہے۔ please

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: ایک منٹ میڈم اسپیکر! اگر آپ مجھے خالی دو منٹ دے دیں۔

میڈم اسپیکر: This is the last few minutes please.

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: ٹھیک ہے۔ مطلب باقی ساتھی بھی مجھے ٹائم دے رہے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں باقی بعد میں کریں گے نا۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: ٹھیک ہے بعد میں کر لیں گے۔ پھر میں بھی بعد میں کر لوں گا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اچکڑی صاحب! میں آپ کو صرف ایک point سمجھانا چاہ رہی ہوں۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: ok, ok, I will conclude it. اچھا۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ continue کریں میں صرف آپ کو ایک point سمجھانا چاہ رہی ہوں کہ تحریک استحقاق

پر بحث نہیں ہوتی ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکڑی: میڈم اسپیکر! میڈم! جو میں کہتا ہوں، جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو میرے ساتھ جو واقعہ ہوا

ہے وہ اس کے پس پردہ ہوا ہے۔ ہمیں اس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ accident کی سزا نہیں دی جا رہی ہے۔ ہمارا قتل

عام اس لیے نہیں ہو رہا ہے۔ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو ادارے جو کام اس ملک میں کر رہے ہیں وہ اپنے ادارہ اپنے اختیار میں رہ کر کریں۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہم کسی کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ یہی بات جناح صاحب کی بات ہے۔ پھر ہمارے ہاں 1957ء میں، پھر ایوبی مارشل لاء۔ 1958ء میں ایوبی مارشل لاء اور اس سے پہلے ہماری تحریکیں۔ اُس سے 1940-1938ء میں انجمن وطن، قلات نیشنل پارٹی، قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی اور آری سندھ تحریک، فلاں تحریک، فلاں تحریک۔ جو سندھی، بنگالی، پشتون اور بلوچ کی تحریکیں تھیں ان سے بن کر کے ایک نیشنل عوامی پارٹی کی بنیاد بن گئی تھی۔ ہمارے اس ملک میں بنیاد بن گئی تھی نیشنل عوامی پارٹی 1958ء میں الیکشن کے لیے جا رہی تھی۔ 57ء میں سکندر مرزا نے ایوب خان کو دعوت دی اور ملک میں مارشل لاء لگایا۔ اور دسواں دن سکندر مرزا کو ملک سے باہر بھیج دیا۔ پھر دس سال کے مارشل لاء کا تسلسل رہا ہے۔ دس سال مارشل لاء میں ہم جیل میں رہے ہیں۔ اور جنرل ایوب خان کے مارشل لاء کی پہلی تقریر آپ دیکھ لیں۔ آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ خبردار میری قوم کے لوگو! سن لو۔ جمہوریت خطرناک ہے قوم کے لیے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جناح صاحب نے کہا ہے کہ اس ملک کو آئینی ہاتھ کے ساتھ چلانا ہے۔ اندازہ لگائیں یہ اُن کی وہ تھی۔ میڈم اسپیکر! ایوب خان کے بعد، پھر یحییٰ خان، یحییٰ خان کے بعد پھر جنرل ضیاء الحق آیا۔ ابھی آپ دیکھ لیں 10 سے 12 سال ضیاء الحق کی مارشل لائی حکومت ہم پر تھی۔ ابھی ہمارے ملک میں آرٹیکل 62-63 پر بحث ہو رہی ہے یہ زیر بحث موضوع ہے۔ اب جس نے آرٹیکل 62-63 کو آئین کا حصہ بنایا ہے اُس کے بارے میں آپ سن لیں۔

میڈم اسپیکر: آپ یہ کہاں سے پڑھ رہے ہیں یہ کیا پڑھ رہے ہیں مطلب quote کس سے نکالا ہے؟

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: آپ کی biography نہیں ہے۔ book سے ہے۔

میڈم اسپیکر: کون سی book ہے؟ آپ quote بھی کریں ناں کس books سے پڑھ رہے ہیں؟

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں نہیں چیمبر والی بات نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: مطلب ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے کہ۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: books سے ہے، books سے اُس کی وہ دے رہا ہوں۔ ایک منٹ End of

the Past, Eye witness. یہ ندیم پراچہ صاحب کی book ہے اُس کی یہ reference میں دے رہا ہوں۔

اور books بھی ہیں اس میں۔ میڈم! جس بندے نے آرٹیکل 62-63 کو آئین کا حصہ بنایا۔ یہ بندہ 60 دن کے لیے

اس ملک میں آیا حکمرانی کے لیے اور 12 سال اُس نے ہمارے ملک کا کیا انجام بنایا۔ اس بندے نے کیا کیا 1983ء میں:

But the biggest unintentional gap in this context emerge when, after still

failing to get a worthwhile endorsement for his 'Islamic' narrative of Pakistan. Zia (in 1983) enthusiastically announced the discovery of Jinnah's personal diary. While talking to his ministers, Zia claimed that in the newly discovered 'personal diary of the founder', of the Pakistan, Jinnah had spoken about having a 'powerful Head of State (read dictator),' and 'the dangers of the parliamentary democracy,'

ابھی اس بندے نے آرٹیکل 62-63 کو آئین کا حصہ بنایا ہے۔ اور پھر اس کو جناح کے دو قریبی ساتھی ممتاز دولتانہ اور ایچ کے خورشید نے rubbish کہا تھا کہ یہ جھوٹ ہے۔ جناح صاحب کی personal کوئی diary نہیں تھی۔ یہ ہمارے اوپر حکمرانی ہوئی ہے۔

میڈم اسپیکر: Ok۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: جس کا ہم بھگت رہے ہیں۔ اور یہ آپ کے خیال میں یہ accident کا واقعہ ہے۔ پھر مشرف کا زمانہ۔ ایسا کوئی مارشل لاء یہاں نہیں گزرا ہے جس میں ہم نے شہداء نہیں دیئے ہیں۔ جہاں ہمارا خون ہی بہ گیا ہے جمہوریت کے لیے وہی ہم آج تک ہم اس کو suffer کر رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! بہت زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا خالی یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ واقعہ ہوا ہے واقعی افسوسناک واقعہ ہوا ہے اس کو دیکھنا چاہیے مگر میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اُس کا اس ہاؤس نے As a Custodian of the House آپ کی ذمہ داری بنتی ہے، ہماری پارلیمانی لیڈرشپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسے واقعات ایک پارلیمانی ممبر کے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟ ایک عام شخص اس صوبے میں زندگی کیسے گزارے گا؟ مطلب جو جمہوریت اور اُس کی بات کر رہے ہیں جو فلاں کی بات کر رہے ہیں اسمبلی میں کھل کر کے بات کر رہے ہیں۔ اور جو میرے گھر میں وہ مجھے بول رہے تھے وہ اور کچھ بھی انہوں نے نہیں بولا۔ ”اور بولو! بہت بولتے ہو۔“ بابا! بولوں گا۔ یہ تو میرے خمیر میں ہے۔ جو مجھے سکھایا گیا ہے میں وہی بولوں گا۔ ہم نہ کسی کے آگے سر جھکائیں گے نہ ہم کسی کے آگے ایک قدم پیچھے ہٹیں گے اور نہ ہم کسی کی ذاتی insult کریں گے۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں ہم فورسز کا بھی احترام کرتے ہیں اُن کی قربانیوں کا بھی احترام کرتے ہیں مگر فورسز کو بھی اپنی حد میں رہنا چاہیے۔ یہ اُن کی مرضی نہیں ہے۔۔۔۔ They had made.... ایک بندہ پولیس آفیسر by choice بنتا ہے۔ ایک بندہ آرمی میں by choice جاتا ہے۔ اُس کے ساتھ یہ ہے ایک بندہ politician بنتا ہے۔ ایک بندہ کاروباری بندہ بنتا ہے by choice بنتا ہے۔ ہم نے اس ملک کو، اپنے صوبہ کو ایک سمت میں لے جانا ہے اس میں جتنی بھی قربانیاں ہوں گی جتنی

بھی وہ ہوں گی اسکے لیے ہم تیار ہیں۔

میڈم اسپیکر: Ok.

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: یہ ہوتا رہے گا۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ذمہ دار آدمی۔ میں تو بس یہی کہہ سکتا ہوں۔  
سی سی پی او کے بارے میں کہ XXXXX۔

میڈم اسپیکر: please آپ اس طرح نہیں کہیں۔ روز کے مطابق آپ gallery میں بیٹھے کسی شخص کو address نہیں کر سکتے ہیں۔ جی ان الفاظ کو حذف کر دیئے جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! اسی پر اگر مجھے بولنے دیں؟

میڈم اسپیکر: نہیں۔ سردار صاحب! روز کے مطابق تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہوتی نہ کوئی بات ہو سکتی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں نہیں، میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔

میڈم اسپیکر: نہیں۔ مطلب یہ بحث میں آتا ہے نا۔ سوائے محرک کے کوئی اور بات نہیں کر سکتا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں نہیں، میری گزارش چھوٹی سی سن لیں اگر، باقی آپ Custodian ہیں اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

میڈم اسپیکر: اچھا جی آپ اس میں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اگر آپ مجھے اجازت دیں گی تو میں بولوں گا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، اُس میں، میں ویسے آپ کو کہہ رہی ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اور گزارش یہ ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: کہ یہی جو عبدالمجید خان نے ابھی واقعہ بیان کیا ہے میڈم اسپیکر! same چار سال پہلے

میرے ساتھ ہوا ہے۔ جب کوئی فلم کامیاب ہوتی ہے تو دوبارہ چلا دی جاتی ہے۔ تو یہ جو بول رہا تھا یہ وہی فلم چل رہی تھی جو

میرے ساتھ ہوا ہے۔ ٹریلر نہیں ہے مکمل فلم چلی ہے۔ ٹریلر تو وہ میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اسی فلور پر میں نے پہلے گزارش کی تھی۔ میں صرف دو منٹ میں مختصر یہ کہوں گا۔ کہ آج

11 جنوری 2018ء کو میرے چار سال ہو جائیں گے۔ اور یہی چیز جو آج مجید خان کہہ رہا ہے۔ سابق IG مشتاق سکھیرا۔

بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ xxxxxxxx کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

فاضل بٹ۔ غفور مری۔ same، کوئی لیڈی اُنکے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ یہ تو چلو اسکو جا کر گھر میں گرفتار کیا ہے۔ ”انہوں نے کہا گرفتاری دے دو“۔ میں نے جا کر گرفتاری دے دی۔ اُسکے بعد میرے گھر میں گھسے چادر چادر یواری کا جو انہوں نے حشر کیا۔ میڈم اسپیکر! وہ میں پہلے بھی بول چکا ہوں آج پھر کہتا ہوں۔ اگر اُس دن same اسمبلی کا اجلاس call تھا۔ 11 کو یہ ہوا۔ 16 کو مجھے لایا گیا اسی اسمبلی میں۔ میڈم اسپیکر! یہ کیوں ہوتا ہے؟ ہمیں کس چیز کی سزا دی جا رہی ہے؟ جو مجید خان نے کہا کہ جی کیا ہم Pro-Pakistani ہیں اس چیز کی سزا ہے۔ ہم سبز ہلالی پرچم کو چومنے والے۔ اُس کیلئے اپنے خون بہانے والے ہیں کیا یہ اسکی سزا ہے؟ جن لوگوں نے پاؤں میں اس پرچم کی بے حرمتی کی، روندا۔ سرعام قتل کیئے۔ وہ بڑے اُنکے بینر لگ کر surrender کرایا جا رہا ہے اُنکو۔ اور وہ قومی دھارے میں شامل ہو رہے ہیں اُنکے سارے گناہ بخش۔ چار سال ہو گئے مجھے آج تک، یہی جو ATA-7 کا غلط استعمال کیا جا رہا ہے میڈم اسپیکر! آج تک اسی ATA-7 میں مجھے bail نہیں دی جا رہی۔ میری FIR ادھر سے کوئٹہ سے فیکس ہوئے۔ اُس وقت کی حکومت نے فیکس کیئے۔ پھر میں نے کوئی 50 دفعہ اس floor of the house میں اُس آفسر کا نام لیا۔ میڈم اسپیکر! مزے کی بات یہ ہے کہ آج بھی وہ آفسر لاکھوں روپے مہینے کا کما رہا ہے۔ آئی جی آفس میں بیٹھا ہوا ہے جسکا نام ہے فاضل بٹ MT کا انچارج ہے۔ ATF کا انچارج ہے۔ میں چیلنج پر کہتا ہوں کہ آج بھی وہ لاکھوں روپے گاڑیوں کی مد میں نکال رہا ہے، کما رہا ہے۔ revert ہو چکا ہے۔ ایوب قریشی ایڈیشنل آئی جی نے میڈم اسپیکر! ایک رپورٹ بنائی جسمیں شو لڈر پر دموشن تھی۔ سپریم کورٹ کی decision آئی۔ لیکن وہ شخص آج تک وہاں براجمان ہے۔ میں نے یہاں چیخا، چلایا۔ آج ٹریڈری پنچز کے ساتھ یہ ہوا۔ کل میں اپوزیشن میں تھا میرے ساتھ ہوا۔ میری تو اٹشک شوئی بھی کسی نے نہیں کی اُلٹا مجھ پر مزید الزام لگایا۔ اور آج اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جو کسبزا انہوں نے بنائے تھے وہ باعزت بری ہوا ہوں اُن میں۔ ابھی آخری انہوں نے نجی جیل کا ایک کیس میں مجھے رگڑ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! جیسے کہ مجید خان نے کہا کہ ایک عام civilian کے ساتھ کیا ہوگا جب ہم پارلیمنٹ کے یا منتخب نمائندے ہمارے ساتھ یہ حشر ہوتا ہے۔ میڈم اسپیکر! آج دن تک میری ماں روتی ہے۔ اُنکے ساتھ تو 7 گاڑیاں تھیں میرے پاس 70 گاڑیاں آئیں۔ اور وہ جو مجید خان کہہ رہا ہے وہی فلم چل رہی ہے کہ وہ چاہ رہے تھے کہ اسکے باڈی گارڈ۔ میری دشمنیاں تھیں ایک فائر ہوگا۔ ہم اسکو اور اسکے بچوں کو eliminate کریں گے۔ میڈم اسپیکر! آپ custodian ہیں۔ یہ ٹریڈری پنچز ہے۔ آج اُنکو چوٹ لگی ہے۔ فاضل بٹ کے خلاف کیا ہوا؟ کوئی تحریک، کوئی انکو آڑی کچھ ہوا؟ کیا غفور مری جن کے ساتھ مریوں کے ساتھ ہماری ذاتی ہمارا بارڈر ہے۔ ہمارے ایک ہزار دشمنیاں ہیں اُنکے ساتھ۔ قتل ہیں ہمارے اُس نے زیادتی کی بحیثیت ایک مری کھپتران کے ساتھ زیادتی کی۔ اُسکے خلاف کیا ہوا؟ اور وہ، پنجاب تو پھر پنجاب ہے اگر ہم بولیں گے تو غدار ہیں۔ کہ مشتاق سکھیرا ریٹائر ہوا ہے۔ پھر بھی پولیس کے پنجاب کا باپ

بن کر بیٹھا ہوا ہے۔ اسی کوئٹہ پولیس کی، اسی بلوچستان پولیس کی گاڑیاں، آج تک مبین تو مر گیا۔ میں تو شہادت نہیں کہونگا۔ مر گیا وہ۔ جو مر گئے، مر گئے۔ وہ گاڑیاں، وہ آج تک بلوچستان کی مراعات کو enjoy کر رہے ہیں۔ میں چار سال سے۔ میڈم اسپیکر! آپ سے میری گزارش ہے کہ کم از کم جیسے مجید خان نے کہا اور سپریم کورٹ کا حوالہ دیا کہ دہشتگرد کسی کو کہنا ہے۔ اچھا! نجی جیل میں کس کو پیش کر رہے ہیں جن پر قتل کے کیس ہیں ڈاکے کے کیس ہیں قیدی ہیں اُنکے اُنکے criminals ہیں۔ وہ جی اسکے نجی جیل سے برآمد ہوئے۔ اور اُس نے کہا کہ فلاں کو جا کر قتل کرو۔ اُنہوں نے قتل نہیں کیا اس نے جیل میں رکھا ہوا تھا۔ گوکہ اگر اُس کو بھی مان لیں۔ پھر بھی میں 7-ATA اور 365-A میں نہیں آتا ہوں۔ میں نے کس سے ransom لیا۔ میں تو ان چیزوں کے خلاف ہوں۔ تو میڈم اسپیکر! آج شکر ہے وہ اُنکے ساتھ۔ ٹریڈری پنجر کے ساتھ ہوا۔ شکر ہے ہوا۔ کہ آج وہ چیخ رہے ہیں۔ کل میرے ساتھ ہوا انہوں نے کیا کیا؟ انکا فرض بنتا تھا میں انکا colleague تھا کہ یہ میرے لیے آواز اٹھاتے، یہ تو کنوئیں کے لوٹے ہیں۔ میڈم اسپیکر! گھوم رہے ہیں۔ آج کون کل کون۔ یہ ہم دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کل تیسرے کے ساتھ ہوگا۔ رحیم زیارتوال کے ساتھ ہوگا، نواب شاہوانی کے ساتھ ہوگا۔ سردار رضا کے ساتھ ہوگا۔ میڈم اسپیکر! اس کیلئے ہماری گزارش ہے کہ یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔ مجید کو بلا لیتے مجید کو ایک فون چلا جاتا کہ ”جی! فلاں تھانے میں آؤ“۔ جیسے میں گیا میں نے جا کر گرفتاری دے دی۔ میں جن گاڑیوں میں گیا وہ گاڑیاں آج تک چار سال ہو گئے کھڑی ہیں، ڈاکومنٹس والی گاڑیاں ہیں وہ مجھے نہیں مل رہی ہیں۔ اُن کیسوں میں بری ہو چکا ہوں گاڑیاں نہیں دے رہے ہیں مجھے۔ میڈم اسپیکر! یہ چیزیں زیادتی ہیں۔ کم از کم موجودہ حکومت سے یہ تو گزارش ہے کہ جن جن آفیسرز پر یہ چیز ہم بات کر رہے ہیں۔ کم از کم اُنکی ایک یہ privilege motion ہے۔ یہ لازمی privilege committee کے پاس جائیگی۔ تو اُس میں مجھے بھی سنیں۔ مشتاق سکھیر اسی پاکستان میں رہتا ہے۔ ادھر سے اُسکی wife جہاز میں آتی ہے شاپنگ کر کے چلی جاتی ہے۔ کم از کم اُسکو بلا جائے کہ کیوں زیادتی ہوئی ہے؟

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! پلیز۔

سردار عبدالرحمن کھیران: تو یہ kindly میری بھی گزارش ہے۔ مجید کی privilege motion ٹھیک ہے اُسکی اپنی جگہ پر ہے۔ کم از کم اس میں میرا بھی کیس سامنے رکھا جائے۔ اگر کمیٹی میں جا رہا ہے۔ privilege committee مجھے سنے میرے حالات دیکھے میرے واقعات دیکھے کہ کیوں یہ 7-ATA یا 365 ہے، یہ انہو ابرائے تاوان کے۔ کیا میں بحیثیت ایک سردار ایک ایم پی اے ایک notable ایک عزت دار آدمی ہوں۔ میرا کام یہ رہ گیا ہے کہ انہو اکرو اور اُن سے ransom لیکرا انکو چھوڑ دیا بند کرو۔ میڈم اسپیکر! یہ زیادتی ہے۔ اس اسمبلی کے ممبر کے ساتھ۔ یہ استحقاق میرا مجید کا نہیں ہے۔ اس پوری اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس پر انکو یک زبان ہونا چاہیے۔ اس پر قانون سازی کی ضرورت ہے۔ ہم

ساتھ ہیں اسمیں۔ جس طریقے سے بھی آج انکو چوٹ لگی ہے آئیں بسم اللہ۔ کل میری چوٹ پر تو کسی نے مرہم نہیں رکھا۔ ہم

انکو ہر طریقے سے support کرنے کو تیار ہیں۔ Thank you very much.

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! ایک تو آپ نے جو legislation کی بات کی۔ کیونکہ legislators آپ لوگ

ہیں۔ I am a Custodian. You can make the legislation, House is open.

لوگ جس بارے میں بھی legislation کریں گے، لائیں گے۔ تقاریر ضرور کرتے ہیں۔ لیکن issues لاتے ہیں۔ لیکن

اُسکے اوپر آپکو legislation کی ضرورت ہے۔ آپ جس پر بھی legislation کریں گے I am there to

support you. دوسرا میں، یہ آپکو قانون کیونکہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ اسپیکر، اسپیکر۔ تو میں آپکو بتا دوں کہ اسمیں جو رول

66 ہے تاکہ یہ آپ پڑھ لیں گے کہ جب کسی رکن کو فوجداری الزام یا فوجداری جرم کی بنا پر گرفتار کر لیا جائے۔ عدالت کی

طرف سے سزائے قید دی جائے یا انتظامیہ کے کسی حکم کے تحت اُسے نظر بند کر دیا جائے تو عدالت یا انتظامیہ کا حکم جیسی

بھی صورت ہو، کیلئے لازم ہوگا کہ وہ اسپیکر کو اس امر سے فی الفور مطلع کرے اور رکن کی گرفتار، نظر بندی یا سزا یا بی کے اسباب

گوشوارہ دوم میں مجوزہ فارم کے مطابق اسپیکر کو ارسال کریں جو کہ انہوں نے کیا تھا۔ تو it is like this کہ

They have to inform me. -- (مداخلت۔ آوازیں) جی وہ بعد میں لکھا ہوا ہے اس میں کہ وہ بعد میں

کریں گے۔ اُس میں جی وہ چیزیں۔ چونکہ ابھی آپ کی تحریک ہے آپ سے میں یہ کہو گی کہ آپ اس پر اگر بات کرنا چاہتے

ہیں ضرور آپ اپنا جو طریقہ کار ہے رولز کے مطابق آپ اسمیں لیکر آئیں تاکہ ہم اُسکو ضرور دیکھیں۔ میں پہلے زیارتوال

صاحب! اس پر اپنی رولنگ دے دوں پھر آپکو موقع دیتی ہوں۔ -- (مداخلت۔ آوازیں) جی میں تحریک استحقاق پر اپنی

رولنگ دے رہی ہوں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

وزیر محکمہ تعلیم: میں بحث تو نہیں کرتا۔

میڈم اسپیکر: نہیں بحث ہوتی ہی نہیں ہے۔ چونکہ محرک صرف admissibility پر بات کرتا ہے۔ جی آپ بولیں۔

وزیر محکمہ تعلیم: اس پر بولنا تو ہمارا وہ ہے نا۔

میڈم اسپیکر: نہیں، تحریک استحقاق پر بولا نہیں جاتا۔ صرف admissibility ہوتی ہے آپ رولز پڑھ لیں۔

admissibility کے بعد ہم اُسے جو ہے۔ میں نے تو انہیں اسلیئے کہ وہ اپوزیشن سے تھے وہ آپکو support کر رہے

تھے۔ مختصر یہ ہے کہ میں نے اُسکو اُس تحریک استحقاق کو سپرد کرنا ہے اس پر جنرل بحث نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ معزز رکن کا استحقاق

مجرور ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی admissibility پر بات کی۔ It is not open for the discussion.

جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): دو منٹ لیں گے۔

میڈم اسپیکر: کیا آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: تحریک استحقاق پر تو وہ بولے۔ اس نے بڑے سارے سوالوں کو جنم دیا۔ میڈم اسپیکر! کیا پاکستان میں جب بھی ایکسیڈنٹ ہوتا ہے تو اُس پر وہ terrorism کے بعض دفعہ لگتا ہے یا نہیں لگتا؟ یہ جو کیس ہے یہ تو یہ منظر پیش کر رہا ہے کہ جس طرح ملک میں ایک ہی ایکسیڈنٹ ہوا ہے پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔ وہ آدمی اپنے آپکو surrender کر رہا ہے اُسکی مدد کرنا چاہتا ہے۔ پولیس کا ایک افسر وہ حمید پتہ نہیں وہ کیا "دستوئی" ایک ہاتھ سے پیسے لیتا ہے دوسرے ہاتھ سے اُن پچاروں کو غلط بیانی کرتا ہے۔ ہے پولیس کا بندہ ہم We have got proof کہ وہ کہتے ہیں "کہ ہم میٹرھ لیکر جائیں گے۔ اُن سے بات کریں گے" وہ کہتے ہیں "نہیں، نہیں، آپ بالکل بے فکر رہیں یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میرے گھر کا بندہ ہے۔ تو شنید میں یہ آیا ہے یہ confirm ہے کہ اُس نے جتنی بھی demand کی ہے "کہ گاڑیاں چاہئیں۔ غریب لوگ ہیں انکو گھر تک پہنچانا ہے"۔ یہ پیسے ہیں وہ سب مل چکے ہیں لیکن جو شہید ہو گیا ہے اُسکے خاندان کا ایک بیان ہے۔ اور دوسری بات ہم یہ میٹرھ لیکر جانا چاہتے تھے اُنکو دلا سہ دینا چاہتے تھے۔ ہمارا approach انسانی تھا ہمیں نہیں جانے دیا۔ کہا "کہ جی! میرا رشتہ دار ہے میں یہ کر لوں گا وہ کر لوں گا"۔ بھائی! اگر تم سے غلطی ہوئی ہے تم نے anti دہشتگردی والا دفعہ لگایا ہے ابھی اُس کو لے لو۔ کیوں خواجواہ اس ملک کو بدنام کرتے ہو اس ملک کے law کو بدنام کرتے ہو۔ پولیس کو بدنام کرتے ہو۔ ایک غلطی کے پیچھے ساری پولیس فورس اور ہماری ایجنسیاں اُس کا دفاع کر لیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات: دوسری بات میڈم اسپیکر! پورے ہاؤس کی تضحیک ہوئی ہے۔ سردار صاحب نے ٹھیک کہا۔ آپ کسی ایم پی اے کے گھر میں اسکا گواہ ہوں CCPO صاحب نے مجھے ٹیلیفون پر contact کیا۔ اس پر بھی contact کر سکتا تھا۔ میں محض یہ کرا لیتا کسی اور کو ٹیلیفون کرتا یا تو ال کو ٹیلیفون کرتا نواب صاحب کو کرتا۔ جب وہ مجھ سے رابطے میں تھا پھر تو ہم یہ کر سکتے تھے، بغیر مجسٹریٹ کے، بغیر permission لیئے ہوئے بغیر دروازہ کھٹکھٹائے ہوئے۔ کسی ایم پی اے کے گھر میں دندناتے گھسنا۔ مجید شاید احتراماً نہیں کہہ رہا ہے۔ اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں انہوں نے جا کر کہا "کہ کا کا! یا بابا! یا فلاں! ہمارے گھر میں چور آئے ہوئے ہیں"۔ بابا! چور کس طرح آئے؟۔ کہتا ہے "ممنہ سارے باندھے ہوئے ہیں"۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ points آگئے ہیں، please آپ اسے repeat نہیں کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اس پر آپکی رائے چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی میں اپنی رولنگ دے رہی ہوں۔ دیکھیں اس میں یہ ہے کہ، ڈاکٹر صاحب! We can not decide here that is why. جیسے تحریک استحقاق ہمیشہ کیونکہ پوری اسمبلی کو بہت سے حقائق جو معزز رکن نے سامنے لائے ہیں اُسکو ٹائم چاہیے بیٹھ کر دیکھنے کا۔ So I am giving for this. کہ کس طرح سے اس تحریک کو آگے ہم deal کرینگے۔ تو اب اُنکا point of view آگیا ہے۔ اُنہوں نے اپنی admissibility پر بات کر لی۔ آپ تشریف رکھیں repetition نہیں کریں۔ جی

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: ہم لوگوں کا یہ ہے کہ آئندہ یہ ہر ایم پی اے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ اس صوبے میں اس اسمبلی کی اس گورنمنٹ کی۔

میڈم اسپیکر: یہ سارے questions اُس اسٹینڈنگ کمیٹی میں address ہونگے۔ جی please

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: Police is a part of government. Paramilitary is a part of the government. یہ ہمارا collective insult ہوا ہے پورے گورنمنٹ کا۔ ان تمام چیزوں کا نوٹس لینا چاہیے کہ محض ایک بندے کی غلطی سے۔ اُس کے بعد بھی سینکڑوں accidents ہوئے۔ وہ آگ جو جلی تھی اُس میں کم از کم 180 یا 280 بندے جلے۔ وہ اُنہوں نے آگ کے اپنے آپکو حوالے کیئے۔ اُس پر بھی terrorism کا دفعہ نہیں لگا ہے اُس میں ڈھائی سو بندے مرے۔

میڈم اسپیکر: Ok تو ڈاکٹر صاحب! آپ بل لائیں۔ اس پر بات کریں جب اسمبلی میں ہوگا۔ میں اس وقت معزز رکن عبدالحمید اچکزئی صاحب جو اپنی تحریک استحقاق لائے ہیں اُسکو باضابطہ قرار دیتے ہوئے تحریک استحقاق کو اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے قاعدہ 60 کے تحت اسے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جاتا ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں، اُس میں سردار صاحب! آپ کو الگ سے لانا پڑے گا۔ آپ تشریف لائیں میں آپکو اُس میں بتاؤں گی۔ کیونکہ یہ اس وقت پیش ہوتی ہے اُس کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے ہر چیز کا ایک طریقہ کار ہے۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ چیئر مین مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن۔ نوشیروانی صاحب! please دیکھیں یہ رولز کے مطابق نہیں ہے آپ بیٹھ کر بات کریں۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بورڈ آف ریونیو اینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء مسودہ قانون نمبر 7 مصدرہ 2017ء کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے سے متعلق تحریک پیش کریں۔۔۔ (مداخلت) جی سردار صاحب! آپکو عامر مند صاحب نے اپنا اختیار دیا ہے وہ چھٹی پر ہیں۔ اس وقت کارروائی ہو رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیران: شکر یہ میڈم اسپیکر! میں چیئر مین مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ

آف ریویو اینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 22 اگست 2017ء تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ماس ٹرانزٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 22 اگست 2017ء تک توسیع کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 22 اگست 2017ء تک توسیع کی منظوری دی جاتی ہے۔ چیئر مین مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریویو اینڈ ٹرانسپورٹ بلوچستان ماس ٹرانزٹ اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدر 2017ء (مسودہ قانون نمبر 07 مصدرہ 2017ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: شکریہ میڈم اسپیکر! میں چیئر مین مجلس قائمہ برائے محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریویو اینڈ ٹرانسپورٹ چیئر مین کی جانب سے بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مجلس کی رپورٹ پیش ہوئی۔

ایوان کی کارروائی۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پبلک سیکٹر انٹرنیٹ پر ایگزیکٹو بلوچستان کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پبلک سیکٹر انٹرنیٹ پر ایگزیکٹو بلوچستان ایوان کی میز پر رکھیں۔

سردار محمد اسلم بزنجو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ خزانہ): میں وزیر خزانہ، بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پبلک سیکٹر انٹرنیٹ پر ایگزیکٹو بلوچستان ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پبلک سیکٹر انٹرنیٹ پر ایگزیکٹو بلوچستان ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2016-17ء برحسابات پبلک سیکٹر انٹرنیٹ پر ایگزیکٹو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 160 کے تحت پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی شاہدہ روف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: ویسے تو آج اسمبلی میں کوئی خاص وہ نہیں ہے، لیکن کیونکہ وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا issue بھی انہی سے related ہے، تو میں چاہوگی کہ ان کے گوش گزار کر دوں۔ اسپیکر صاحبہ! with due permission اور بڑی respect کے ساتھ ایک بڑا important issue ہے ہماری صوبائی حکومت کا۔ آپ سب کے علم میں ہوگا کہ provincial consolidated fund جو ہے، جو کہ اسٹیٹ بینک میں جس کا اکاؤنٹ ہوتا ہے جس کے اندر آپکا سارا بجٹ ہوتا ہے۔ میں اُسکو چاہوگی کہ اگر حکومت اُس کو deny کر رہی ہے کہ میری بات سچ نہیں ہے تو وہ اس کا ایسا بھی کر سکتے ہیں لیکن میں یہ کہہ رہی ہوں کہ میری انفارمیشن ہے یہ۔ ماضی کے اندر اس کے اندر کبھی بھی بیلنس وہ 30 یا 40 بلین سے کم نہیں رہا ہمیشہ ہر stage پر، ابھی کی سننے کی بات ہے ابھی کے ہمارے جو knowledge میں چیز آرہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ provincial consolidated funds آپ کے صوبے کا۔ اُس کا بیلنس 1 یا 2 بلین روپے جو ہے وہ state bank میں پڑا ہے۔ تو میں سردار اسلم بزنس صاحب سے یہ کہوں گی کہ اگر یہ صحیح نہیں ہے اور وہ اسکو کر سکتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے تو یہ انتہائی گھمبیر situation ہے صوبے کیلئے۔ آپ کے پاس ہوگا جب آپ کی صوبائی حکومت کو مزید پیسے کی ضرورت پڑے گی تو وہ اس کے لئے over draft لے گی اور over draft کی فارم میں آپ سب کو پتہ ہے کہ پھر اس پر آپکو interest pay کرنا پڑتا ہے۔ جب آپ فی گھنٹہ interest pay کریں گے تو آپکا صوبہ کہاں کھڑا ہوگا یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ اتنی تیزی سے رقم کہاں گئی کہاں utilize ہوئی، زمین پر آیا لگی ہوئی ہے یا نہیں at least مجھے تو نظر نہیں آتی۔ تو یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ اس کو دکھائے ہمیں کہ اتنی تیزی سے بینک سے جو خزانہ گیا ہے وہ کہاں گیا ہے؟

میڈم اسپیکر: شاہدہ صاحبہ! یہ بہت اچھا سوال ہے اس پر سوال کیوں نہیں لاتے ہیں؟

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں میں یہ چاہتی ہوں کہ پہلے at least حکومت مجھے یہ بتائے کہ آیا یہ حقیقت پر مبنی ہے۔

میڈم اسپیکر: ہو سکتا ہے منسٹر اس کیلئے تیار نہ ہو۔ توجہ دلاؤ نوٹس اسی لئے ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس پر لے آؤ۔ This is

very important

محترمہ شاہدہ رؤف: اگر منسٹر صاحب اس وقت یہ کہتے ہیں کہ ان کو اس بارے میں علم نہیں ہے تو انشاء اللہ میں

next session میں اس کو لاؤں گی۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ خزانہ: اس پر سوال لائیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ I told them اس پر توجہ دلاؤ نوٹس موجود ہے بہت اچھا ہے اس کو توجہ دلاؤ نوٹس پر لے آئیں

تو اچھی بات ہے۔ جی لیاقت آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: پوائنٹ آف آرڈر میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! اراکین اسمبلی کو میڈیکل بلوں کے حصول میں درپیش دشواریوں کی بابت خصوصی کمیٹی۔ ایک کمیٹی اس ہاؤس نے بنائی تھی یہ کوئی 7-2006ء میں۔ اور اس میں ممبران نے بڑی جان فشانی کی اور اچھا کام کیا اور اس میں تقریباً کوئی چار یا پانچ میٹنگیں کی ہیں اور پھر کمیٹی کی رپورٹ اسمبلی میں جمع کرائی ہے اس کمیٹی رپورٹ کی سفارشات بڑی مفید ہیں۔ اگر آپ ایک مہربانی کریں اس کمیٹی کی سفارشات کو منگولیں اور اسکو دیکھ لیں اور اسکی implementation کیلئے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کرائیں تو میرے خیال میں جو اس وقت ممبران اسمبلی کو اپنے میڈیکل بلوں کے سلسلے میں جو مسائل درپیش ہیں، وہ اس کمیٹی کی سفارشات میں ہیں اور یہ انشاء اللہ و تعالیٰ اس سے حل ہو جائینگے اور اس سے آپ کو بھی آسانی ہوگی۔

میڈم اسپیکر: ok سیکرٹری اسمبلی صاحب! اس کونوٹ کر کے آغا صاحب سے بات کر کے اور اس کو سب ممبران میں تقسیم کریں۔ زیارتوال صاحب! آپ نے بات کرنی ہے please

وزیر محکمہ تعلیم: شکر یہ میڈم اسپیکر! میں Assembly of the floor پر self explanation پر بات کرنا چاہوں گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم جہاں کھڑے ہیں اور Floor of the House اور اس ایوان کی کیا ذمہ داری ہے اور کس صورتحال سے ہم دوچار ہیں اس پر بات کرنا چاہوں گا خصوصاً جمہوریت کے حوالے سے۔ اور مجید خان نے یہاں کچھ باتیں رکھی ہیں اسکے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا۔ شروع دن سے آج تک اس ملک میں جمہوری اور غیر جمہوری قوتوں کے درمیان جو چپقلش شروع شروع دن سے ہوئی ہے میڈم اسپیکر! وہ آج تک جاری ہے۔ میں بار بار اس فلور پر کہہ چکا ہوں اور جو بھی اقدامات غیر جمہوری قوتوں کی طرف سے اٹھائے گئے تھے، ایک دن اور اس میں سپریم کورٹ بھی ایک کیس میں جن الفاظ کا انہوں نے سہارا لیا تھا ان تمام کے بشمول تمام اقدامات پر جو لوگ جمہوریت کے داعی تھے جو جمہور کی حکمرانی کی بات کر رہے تھے اور جو جمہور کی حکمرانی چاہتے تھے، پاکستان کی تشکیل سے پہلے انگریز کے خلاف اور پاکستان کی تشکیل کے بعد پھر جمہوریت، جمہوری نظام، جمہور کی حکمرانی، پارلیمنٹ کی بالادستی، قوموں کی برابری، صوبوں کی ازسرنو تشکیل یہ تمام وہ ایشوز تھے جن پر ہمارے اکابرین ساہا سال جیل میں رہے۔ آئین ساز اسمبلی بنی اس میں آئین کیلئے کمیٹی کی تشکیل کی، چار، پانچ سالوں میں انہوں نے ایک آئین وہ لے آیا اور اس آئین کو پاس ہونا تھا اس کو سبوتاژ کیا گیا۔ پھر 1955ء میں دن یونٹ پھر 1956ء میں آئین پھر 1958ء کا مارشل لاء، پھر 1962ء کا مارشل کا آئین، پھر 1969ء کا دوسرا مارشل لاء 1970ء میں انتخابات اور اسکے نتائج سے انکار پھر 1973ء کا آئین اور 1973ء کے آئین کو پھر ایک جنرل نے 6 جولائی 1977ء کو جس طریقے سے پھینکا، اور ملک کیلئے ہمارے لئے آچکے لئے اور تمام ملک کیلئے سب سے اہم دستاویز آپکا آئین ہوا کرتا ہے اور جو لوگ آئین کی قدر دانی نہیں کرتے اور آئین کو چند صفحات کے کاغذ سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ یہ تمام

اقدامات پھر اُسکے بعد 1999ء کا مارشل لاء، پھر 1999ء کے مارشل کے بعد جو صورتحال ہوئی۔ کورٹ پر حملے ہوئے عدالت کی جو تضحیک کی گئی یہ تمام چیزیں اس میں ایک جانب جمہوری قوتیں اور دوسری جانب غیر جمہوری قوتیں۔ میں پورے ملک کے ساتھ یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک دن ایک منٹ کیلئے بھی کسی غیر جمہوری قوت کی حمایت نہیں کی ہے۔ اور پوری تاریخ خان شہید سے لیکر، انگریز سے لیکر آج تک ان اصولوں کو اپنایا ہے جس پر ہمیں بھی فخر ہے اور آج دنیا بھی اس پر فخر کر رہی ہے۔ اور آج یہ نقشہ سارے پاکستان کے سامنے open ہو گیا ہے، ہمیں اگر ان باتوں پر کوئی ڈرائے گا، ہماری تاریخ کو اگر ان باتوں سے کوئی مسخ کریگا تو میں، آج ہم جہاں کھڑے ہیں اس کیلئے جس سنجیدگی کی ضرورت ہے، اُس سنجیدگی کیلئے آج بھی ہم تیار نہیں ہیں، آج بھی ہم جذبات کا شکار ہیں اور جذباتی حالات میں معاملات کا جائزہ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جمہور کی حکمرانی نہیں ہوگی تو پھر ہم سب کا خدا حافظ۔ پھر یہاں کچھ بھی نہیں رہ سکتا ہے۔ میں صرف اتنا آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جو بھی قانون ہے، جس بھی طریقے سے ہیں، جس طریقے سے یہ ہوا، اس ملک کے ایک شہری کی حیثیت سے ہر کسی پر لازم ہے۔ جہاں بھی ہماری فورسز جاتی ہیں جو بھی واقعہ ہے جس کو بھی گرفتار کرنا ہے، یہاں ایک ایڈمنسٹریشن ہے اور اس کا ایک سربراہ ہے۔ کیا وہ inform ہے، کیا اُسکو بتایا گیا ہے؟ اگر اُسکو بتایا گیا ہے، آئین پاکستان کے تحت (شق 129 اور 130) کے تحت اگر وہ inform ہے، استحقاق پر آپکے پاس رپورٹ آجائیگی۔ اگر وہ inform نہیں ہے اور پھر اسمیں جو واقعہ جس طریقے سے ہوا۔ مجھے دکھ ہے اس بات کا، انتہائی دکھ ہے کہ ایک accident کے کیس میں ساری دنیا میں ATC جو terrorism ہے اُسکی definitions ہے اور اُس definitions کے تحت ڈرائیونگ میں، accident میں غفلت ہے، کوتاہی ہے، لاپرواہی ہے، نظر اندازی ہے، مختلف چیزیں آسکتی ہیں۔ اُسکے اپنے قوانین ہیں، اُسکی اپنی سزائیں ہیں۔ لیکن terrorism mean وہ کچھ اور ہے۔ وہ دہشتگردی ہے آپ کسی کو خوف زدہ کرتے ہوئے، خوف کو پھیلانے کے لیے ایک ایسا عمل کرتے ہیں جس سے آپکا سارا معاشرہ اپنی خودی اور خود اختیاری کھو کے مفلوج ہو کے بیٹھ جائے۔ یہ terrorist کی تعریف میں آتا ہے۔ یہاں اس act سے، اس عمل سے ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو متاثر ہوئی یا متاثر ہوگی، لیکن یہ لگائے گئے۔ میں پھر بھی اپنے صوبے کے ہائی کورٹ کا مشکور ہوں، ججوں کا کہ انہوں نے ATF کو پہلی پیشی میں اڑایا۔ 302 کے جو دفعات لگے تھے اُسکو ختم کر دیا، 324 کو ختم کر دیا۔ آئے accident پر، غفلت، کوتاہی، لاپرواہی جس بھی ذریعے سے accident ہو اُسکے لیے کیا کچھ کیا جاسکتا ہے قانون کے ان دفعات پر آگئے ہیں۔ تو کیا ہمارے پولیس آفیسران کو اس بات کا پتہ نہیں تھا کہ ATF آپ نے کب لگانا ہے؟ جب سپریم کورٹ آپکو فیصلہ دے چکا ہے اُسکو ہم نے کیا کرنا ہے۔ اور سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی حیثیت سے ہمارے ادارے ہیں اس ملک کے۔ ہمیں باہمی احترام سے چلنا ہوگا۔ متقنہ کی حیثیت first ہے۔ اور مقننہ بنتا ہے عوام کے ووٹ سے، عوام کی رضامندی سے۔ اور مقننہ کا جو آئین

ہے، مہتمنہ کے جو قوانین ہیں ان کو implement کرنا اُسکی جو کوئی خلاف ورزی کرتا ہے اُس کو روکنا یہ ہمارا عدالتی نظام ہے جس میں سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور اُسکے نیچے جتنی بھی عدالتیں آتی ہیں انکا کام ہے۔ پھر انتظامیہ کا کام یہ ہے، اگر وہ implementation پر جاتی ہے تو implementation انتظامیہ سے کروانا ہے۔ اب اگر سب کچھ کے مالک، جس کی حیثیت آئین میں پہلی ہے اور آئین جس کو اہمیت اور افادیت دیتا ہے اُس کو آپ نیچے گرائیں گے، تو پھر دوسرے اداروں کا تقدس کیا ہوگا؟ جب سپریم کورٹ پر حملہ تھا کون سامنے تھا کس نے دفاع کیا؟ سیاسی پارٹیوں نے دفاع کیا، جب آپ کے میڈیا کو آزادی نہیں مل رہی تھی تو کن کی جیلوں سے اُن کو آزادی ملی؟ میڈیا کو کس نے آزاد کروایا؟ اور وہ آزاد میڈیا، ہمیں گلہ شکوہ نہیں ہے لیکن ضمیر کو جھنجھوڑ کے اُن لوگوں کے خلاف بھی کہنا چاہیے جو یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔ ہمیں کسی نے خریدا نہیں ہے۔ اگر کسی کا خیال ہے کہ ہم خرید لیں گے، یہ خریدنے کی باتیں نہیں ہیں۔ یہ خودی کی باتیں ہیں، خود مختاری کی باتیں ہیں، اپنے اختیار کی باتیں ہیں۔ ایک شہری کی حیثیت سے، ہم سب کے حقوق ہیں اور اُن کا احترام لازمی ہے۔ اب وہ حقوق پامال ہو رہے ہیں اُن کو پامال کیا جا رہا ہے اور اُس میں میڈیا کا کردار کیا ہے، اس میں میڈیا کے بعض لوگوں کا کردار ٹھیک نہیں رہا، کسی بھی معاملے میں ٹھیک نہیں رہا، بعض کو appreciate کرتے ہیں۔ بعض نے بہترین role اپنایا ہے نبھایا ہے اور بعض لوگ غلط راستے پر چل کے غلط role ادا کیے ہیں تو ہم اُس کو مزید کچھ نہیں کہیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! please conclude! کریں اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

وزیر محکمہ تعلیم: میڈم اسپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو صورتحال اس وقت ملک میں ہے، اس صورتحال کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اور ٹھیک کرنے کے لیے میڈم اسپیکر! میں اس لیے اٹھا ہوں، ٹھیک کرنے کے لیے، ہمارے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ہم اسکے عادی بن چکے ہیں۔ اگر وہ مزید بھی کریں گے جس طریقے سے بھی کریں گے جب تیس، بتیس سال خان شہید نے جیل میں گزارے تب بھی ہمارے منہ سے ایک بھی جملہ ایسا کسی نے ادا نہیں کیا نہ نکلا جو پاکستان یا اُسکے آئین قوانین کے خلاف تھا۔ لیکن میڈم اسپیکر! اس وقت تمام سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری ہے تمام اُن قوتوں کی ذمہ داری ہے جو جمہوریت کی، جمہوری نظام کی، جمہور کی حکمرانی کی، پارلیمنٹ کی بالادستی کا سوچ رکھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور اس کو پاکستان کے لیے بہتر سمجھتے ہیں وہ سب کچھ چھوڑ کے بیٹھ جائیں، وہ مل جائیں۔ ایک دوسرے کو نیچے گرانے کے بجائے بیٹھ جائیں صورتحال خطرناک شکل اختیار کر چکی ہے۔ بیٹھ جائیں ہمارے ارد گرد کیا کچھ ہو رہا ہے یہ ٹھیک صورتحال نہیں ہے، اندرون خانہ کیا صورتحال ہے یہ بھی ٹھیک نہیں ہے وہ بیٹھ کر اس پر سوچیں اور اس پر بیٹھ کے مسائل کا حل نکالیں۔ ہمارے اداروں کے درمیان نگراؤں نہ ہو، ہر ادارہ کا اپنی جگہ پر کردار مقدم ہے۔ وہ اپنے مقدم کردار کو ادا کرتا رہے لیکن کسی دوسرے ادارے کے تقدس اور تقدم کو کسی بھی صورت میں چیلنج نہ کرے اور نہ کسی بھی صورت میں اسکو ایسی وہ

پہنچائے جس سے اُس ادارے کی تضحیک ہو۔ تو اُس میں جو پہلی حیثیت حاصل ہے وہ آپ کی پارلیمنٹ کو حاصل ہے ہماری اس غریبی کو حاصل ہے۔ اس غریبی پر جو لوگ ہونگے آپکے ساتھ جو لوگ ہیں، اس غریبی کو آگے لے جانے کے لیے یہ پاکستان کا مستقبل بھی ہے اور یہ پاکستان کے لیے بہترین role بھی ادا کر سکتا ہے اور اسکو اگر کوئی پامال کریں گے اس کی بے احترامی کریں گے اس کے احترام کو نہیں مانیں گے اور اس کو احترام نہیں دینگے اور معزز رکن جو کچھ کہہ رہا تھا وہاں سے بھی کہہ رہا تھا یہاں سے بھی کہہ رہا تھا۔ جو کچھ جس طریقے سے ہوا یا جس طریقے سے ہوا تھا simple سی ایک accident کو بہانہ بنا کے پتہ نہیں کیا کیا کچھ۔ اور اس پر پتہ نہیں کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسی صورت حال میں ہم دو قدم بھی آگے جا سکیں گے۔ یہ رُکاؤں میں، جمہوریت کے راستے میں، آئین اور قانون کی حکمرانی کے راستے میں، جو بھی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں یہ ہمارے لیے نیک شگون نہیں ہیں۔ یہ خراب صورت حال ہے اور اس خراب صورت حال میں، آخر میں پھر custodian of the house کی حیثیت سے آپ سے request کرتا ہوں پورے ملک کی سیاسی اور جمہوری قوتوں سے میری اپیل ہے، اُن قوتوں سے جو جمہوریت نواز ہیں اور اپنے خمیر میں جمہوریت دوستی رکھتی ہیں اُن سے اپیل ہے کہ وہ بیٹھ جائیں اور جس صورت حال کا اس وقت ملک کو سامنا ہے، سیاسی لوگوں کی ذمہ داری ہے اور کسی کی نہیں ہے جو ذمہ داریاں کسی اور کی ہیں وہ ذمہ داریاں ہمیں معلوم ہیں، ہمارے جو دوسرے ادارے ہیں انہوں نے کیا کرنا ہے۔ لیکن سیاسی فیصلے سیاست لوگوں نے کرنے ہیں اور سیاسی لوگوں کو بیٹھ کے فیصلے کرنے ہونگے، فیصلے تلخ ہونگے ناگوار ہونگے، فیصلے کسی کے لیے ناقابل قبول ہونگے۔ لیکن ہمت سے، جرأت سے استقامت سے سب کچھ کو چھوڑ کے اپنے لیے، اپنے ملک کے لیے اپنے لوگوں کے لیے، وہ فیصلے کریں تاکہ آپکا اور آپکے اس ملک اور اُسکے 20 کروڑ عوام مشکلات سے نکل کر آگے جا سکیں۔ آج کی جو صورت حال ہے آج آپ index ریکٹ کی rate کو آپ دیکھ لیں، کیا نام اُس کو دیتے ہیں، 600,700,1000 stock exchange تک ایک دن میں اُسکے index گر جاتے ہیں۔ تو یہ ناگوار صورت حال ہے۔ اس صورت حال کو محترمہ نے یہاں بات کی کہ پیسے نہیں ہیں تو خزانے کے پاس کتنے پیسے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی یہاں یہ باتیں رکھ چکے ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں تو پیسے لانے کے لیے ہمارے پاس کیا ہے؟ NFC Award اُسکے ذریعے جو پیسے مل رہے ہیں انہی پیسوں پر تو ہم اس کو چلا رہے ہیں زندگی گزار رہے ہیں تو اُسکے علاوہ بات یہ ہے کہ تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے 2015ء میں، میں تین چار مرتبہ کہہ چکا ہوں، 2015ء میں NFC Award طے ہوا ہے۔ NFC Award کو طے ہونا اس کو التوا میں رکھنا خود پارلیمنٹرین کے لیے یہ ہو جاتا ہے کہ آپ خود اپنے آئین کی یا پارلیمنٹ کی جو ذمہ داری ہے سیاسی اور جمہوری قوتوں کی جو ذمہ داری ہے اُس کو آپ لوگ خود پامال کر رہے ہیں۔ جو due ہے تو 2015ء میں اسکو طے ہونا چاہیے تھا۔ اگر اُس کا فائدہ کسی کو زیادہ جا رہا ہے تو وہ بھی اس ملک

کے باسی ہیں اور وہ صوبے بھی اس ملک کا حصہ ہیں اُنکو ملنا چاہیے وہ فائدے ہم کیوں روک رہے ہیں؟ کیا ہم جمہوریت کے ساتھ اچھا کر رہے ہیں؟ تو ہم پر بھی ذمہ داریاں ہیں اگر ہم اچھا نہیں کر رہے ہیں تو اس اقدام کو ہم نہیں سراہیں گے۔ اُس کو التوا میں ڈالنے کے ہم بالکل اس پر ایک معنی میں ناراض بھی ہیں۔ اور ہم اپنی ناراضگی کا اظہار اس بنیاد پر کر رہے ہیں کہ کوئی بھی سیاسی گورنمنٹ ایک دن کے لیے بھی آئینی provision، جو بھی چیزیں ہیں، التوا میں اُسکو نہیں رکھے۔ اور اُسکی التوا غلط ہے اور اُسکی التوا کے نتائج بھی غلط ہونگے۔ تو میڈم اسپیکر! میں صرف یہ آپ کے سامنے ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا تھا جو صورت حال ہوئی، جو ناخوش گوار فیصلے سپریم کورٹ کی جانب سے آئے اور اُن فیصلے کی اُس سے جمہوریت، جمہوری نظام، جمہوری سسٹم disability کی جو صورت حال پیدا ہوئی۔ میں پھر آفرین دیتا ہوں اُن تمام سیاسی پارٹیوں کو وزیراعظم کو جنہوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے پر من و عن عمل کیا۔ اور جمہوری قوتوں کو پھر appreciate کرتا ہوں، بڑے اچھے طریقے سے انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر نئے وزیراعظم کا انتخاب کیا ہے۔ اور سسٹم کو آگے بڑھنے اور چلنے دیا ہے۔ یہ لائق تحسین اقدام تھا اور جمہوری قوتیں یہ کر چکی ہیں۔ اور مزید بھی ذمہ داریاں ہیں جمہوری قوتوں پر اور ملک کے استحقاق اور بہتری کے لیے مجھے اُمید ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں گے اور اس طریقے سے ملک کی سیاست کو، جمہوریت کو، جمہوری نظام کو اور معیشت کو اور خصوصاً انٹرنیشنل دنیا سے آپ کے جو بارڈرز ہیں آپ کے جو ہمسائے ہیں اُن سے بہترین تعلقات استوار کر کے اپنی زندگی کو آگے بڑھانے میں کردار ادا کریں گے۔ یہ تمام سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری ہوگی اور یہ اُنکے ایجنڈے کے نکات ہونے چاہئیں۔ اور ان صورت حال کو جو ہمارے سامنے ہے۔ رات کو آپ پوری دنیا ٹیلی ویژن پر یہ سب کچھ دیکھے گی۔ تو اس صورت حال کو ٹھیک کرنے کے لیے ذمہ داری ہے۔ اور اُس ذمہ داری کے تحت میں نے اپنے دوستوں کو، اسمبلی ممبران کو آپ سب کو یہ زحمت دی ہے اور کچھ جو میں کہہ چکا ہوں یہ ذمہ داری کے تحت میں نے کہا ہے۔ اور اس ذمہ داری کو آگے لے جانے کے لیے مزید جو ہمارے بڑے ہیں ہمارے لیڈرز ہیں ہمارے رہنما ہیں پارٹیوں کے سربراہان ہیں انکے لیے میری طرف سے التجا کے طور پر یہ ہوگی کہ وہ ان چیزوں کو مد نظر رکھ کر، کس طریقے سے صورت حال کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ ہر ایک کو اپنی ذمہ داری اور اپنا فریضہ ادا کرنا ہوگا۔

thank you very much۔

میڈم اسپیکر: ok thank you۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 25 اگست 2017ء بوقت شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

